علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۷ ، قسط : ۱

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید کی جانب سے محدث ، فقیہ ، مؤرخ ، مجاہد فی سبیل اللہ مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے ، اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں ۔ (اِدارہ)

تذکرہ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

﴿ مؤرخِ ملت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ ﴾

ولادت ، نامِ نامی ، لقب ، خاندانی خصوصیات :

پیر کا روز ہے ، صبح کا سہانا وقت ، فضاءِ مکہ خاموش ہے ، یکا یک ابوقحافہ کو بشارت دی جاتی ہے فرزندِ سعید مبارک ہو ، ابوقحافہ کے دل و دماغ پر فاطرِ ہستی [1] کی عظمت و جلالت پرتوِ انداز [2] ہوتی ہے اس کا قلب اُس خالق کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کو اپنے تمام معبودوں میں سب سے بڑا مانتا تھا ! اس بشارت پر تشکر اور نیاز کا ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس بچہ کو اُسی خالق و قادر کا بندہ کہہ کر پکارتا ہے یعنی ''عبداللہ'' نام تجویز کرتا ہے ! ! ماہرانِ انساب کا خیال یہ بھی ہے کہ اصل نام ''عبدالکعبہ'' تھا اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ''عبدالکعبہ'' کے بجائے ''عبداللہ'' تجویز فرمایا۔

آپ کو ''عتیق'' بھی کہا جاتا ہے ، اس کی چند وجوہ بیان کی گئی ہیں :

---

[1] خالق کائنات [2] عکس پڑا

(۱) اصل نام یہ بھی تھا (۲) آپ حسین تھے (۳) آپ کا نسب عیب سے پاک اور صاف تھا۔ [۱]
(۴) جب آپ پیدا ہوئے تو والدۂ ماجدہ خانۂ کعبہ کے سامنے آپ کو لے گئیں اور کہا : خداوندا ! یہ تیرے نام پر موت سے آزاد ہے یہ اس لیے کہا کہ اِن کے بچے مرجایا کرتے تھے۔ [۲]
(۵) آپ قدیم الاسلام تھے اور اُمورِ خیر میں سبقت کیا کرتے تھے۔ [۳]
(۶) رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جہنم سے آزادی کی بشارت دی تھی۔

☆ ''صدیق'' آپ کا لقب تھا کیونکہ

(۱) آپ نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پیغامِ (نبوت) کی تصدیق فرمائی۔
(۲) شبِ معراج کے واقعہ کی بھی سب سے پہلے آپ نے تصدیق فرمائی سیّدنا حضرت علیؓ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ''صدیق'' کا لقب آسمان سے نازل فرمایا۔ [۴]

☆ ''ابوبکر'' آپ کی کنیت تھی، اگرچہ آپ کے کسی بیٹے کا نام ''بکر'' نہ تھا۔

☆ خاندان بنوتمیم یا تیمی تھا جو قبیلۂ قریش کی ایک شاخ ہے۔

خاندانی خصوصیات :

یہ فضیلت ساری اُمت میں صرف حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص ہے کہ آپ خود بھی صحابی تھے آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ بھی صحابی اور آپ کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھی صحابی یعنی متواتر چار پشتوں نے شرفِ مصاحبت حاصل کیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اِسلام لانے سے پہلے :

آپ فطری طور پر نیک نفس، ذہین، ذکی، معاملہ فہم، سنجیدہ، پاکباز، رحم دل، مخیّر، مردم شناس، خوددار اور بہادر تھے، آپ کے اخلاقِ عالیہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ''ابن الدغنہ'' کافر نے آپ کی

---

[۱] عتیق کے معنی شریف کے بھی آتے ہیں۔ [۲] لفظِ عتیق کا معنی آزاد کے بھی ہیں۔
[۳] عتیق کے معنی پرانے کے بھی ہیں۔ [۴] طبرانی بحوالہ فتح الباری ج ۷ ص ۷

تعریف میں وہی الفاظ کہے جو الفاظ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں فرمائے تھے

اِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ. ۱

''آپ بے نظیر کارنامے انجام دیتے ہیں یا جس کے پاس کچھ نہ ہو اُسے کما کر دیتے ہیں، کمائی پر لگا دیتے ہیں، اقارب کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور ماندہ اور سواری کے ضرورت مندوں کو سواری دیتے ہیں، مہمان نواز ہیں، مصائبِ زمانہ کے آڑے آکر لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔''

اور لطف یہ ہے کہ یہی الفاظ ابن الدغنہ نے کفارِ مکہ کے سامنے ادا کیے جن کی کوئی شخص تکذیب نہ کر سکا، یہی اخلاق و اوصاف تھے جن کی وجہ سے اسلام سے پیشتر کفارِ قریش نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو دِیت، خون بہا اور جرمانوں کا جج بنا کر رکھا تھا۔ ۲

قریش کے دس آدمی وہ ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں بھی معزز اور مقتدر تھے اور اسلام لانے پر بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اُن میں سے سب سے اُونچا تھا۔ ۳

آپ ہر فحش کام سے ہمیشہ پاک دامن رہے آپ نہ کبھی خدا کے منکر ہوئے اور نہ کبھی شرک و بت پرستی کے مرتکب ہوئے، ابن جوزیؒ نے آپ کو بھی اُن لوگوں میں شمار کیا ہے جو اسلام لانے سے پیشتر بھی بت پرستی سے متنفر تھے۔

زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی :

آپ نے کبھی شراب نہیں پی، آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ زمانۂ جاہلیت میں جبکہ شراب کا رواج عام تھا شراب سے کیوں مجتنب رہے ؟ فرمایا عزت اور انسانیت کی خاطر ! ! کیونکہ جو شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت و آبرو کھو دیتا ہے انسانیت سے گزر جاتا ہے ! صدیقِ اکبرؓ کو شراب کی قباحت کا احساس ابتداءِ عمر میں ہی ایک واقعہ سے ہو گیا تھا، آپ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو شراب کے نشہ میں چُور ایک جگہ پاخانہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور پاخانہ

---

۱ بخاری شریف کتاب مناقب الانصار رقم الحدیث ۳۹۰۵

۲ تاریخ ابن خلدون ۳ تاریخ الخلفاء

نوالہ بنا کر ہاتھ میں لے رکھا تھا ! اس کو کھانے کے لیے منہ کے قریب لے جاتا مگر جب اس کی بدبو دماغ کو چڑھتی تو منہ سے ہٹا لیتا، آپ نے فرمایا اسے خبر بھی نہ تھی کہ میں کیا کر رہا ہوں ؟

قابلیت :

اُس زمانہ کے علوم میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی، نوشت وخواند[۱] علمِ انساب[۲] تاریخِ عرب شعر وبلاغت کے آپ بہترین ماہر تھے مگر اسلام لے آنے کے بعد آپ نے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔

ذریعۂ معاش :

آپ کا پیشہ تجارت تھا، اس سلسلہ میں آپ شام وغیرہ دیگر ممالک کے سفر کرتے رہا کرتے تھے جس نے آپ کے تجربہ، مردم شناسی اور دانشمندی میں چار چاند لگا دیے تھے، آپ کی تجارت بڑی کامیاب تھی ہزاروں درہم آپ کے پاس جمع رہا کرتے تھے۔

آپ کا قبولِ اسلام :

بعثت کی خبر پاتے ہی آپ اسلام لے آئے حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کے مجمع میں فرمایا تھا : ''میں نے نداء (یعنی دعوتِ اسلام) دی اور کہا ایمان لے آؤ، تم لوگوں نے کہا : جھوٹ ہے ابوبکرؓ نے کہا : سچ ہے۔'' (بخاری شریف)

سب سے پہلے مسلمان کون ہوا ؟ ؟

- ☆ آزاد مردوں میں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ آزاد عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا
- ☆ آزاد لڑکوں میں سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ
- ☆ غلاموں میں سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
- ☆ باندیوں میں حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا

سب سے پہلے ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

---

[۱] لکھنا پڑھنا [۲] خاندانوں کے نام ونسب کا علم

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی وجوہات :

حضرت صدیقِ اکبرؓ کے وصف میں ابن دغنہ نے جو الفاظ ادا کیے تھے وہ پہلے گزر چکے اُن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی طبیعت کس قدر سلیم واقع ہوئی تھی اور رُشد و ہدیٰ کے کس قدر قریب تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :

هٰذِهٖ غَايَةٌ فِیْ مَدْحِهٖ لِاَنَّ صِفَاتَ النَّبِیِّ ﷺ مُنْذُ نَشَأَ كَانَتْ اَكْمَلَ الصِّفَاتِ [1]

''یہ انتہائی تعریف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف شروع ہی میں کامل ترین تھے''

ایسے کامل و اکمل صفات کے مالک کے قبولِ اسلام میں اگر تاخیر ہوسکتی تھی تو صرف اس باعث کہ اسلام کا ظہور اب تک نہ ہوا تھا پھر جیسے ہی آفتابِ اسلام کی کرنیں صدیق اکبرؓ کے قلب پر پڑیں فوراً ہی نورِ اسلام سے جگمگا اُٹھا۔

(۲) ایک عرصہ پیشتر سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و اوصاف کا قریب سے مشاہدہ کر رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا تو صدیقِ اکبرؓ کی فطری سعادت نے اِنکار گوارا ہی نہیں کیا۔

(۳) کچھ ایسے واقعات بھی پیش آچکے تھے جن کی بناء پر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے دعوتِ اسلام کے ظہور کا انتظار تھا مثلاً صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن عمرو بن نفیل دونوں حرمِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُمیہ بن ابی صلت اُدھر آنکلے کہنے لگے، بتاؤ وہ نبی جن کا انتظار ہے ہمارے خاندان میں سے ہوں گے یا تمہارے خاندان میں سے یا فلسطین والوں میں سے ؟ (حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اس سے پیشتر نہ سنا تھا کہ کسی نبی کا انتظار ہے یا کوئی نبی مبعوث ہوگا ! بہرحال میں وہاں سے اُٹھ کر ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچا اور پورا واقعہ بیان کیا، ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ہاں بھتیجے ہمیں اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اور ان کے علماء نے بتایا کہ جس نبی کا انتظار ہے وہ عرب کے شریف ترین اور اعلیٰ نسب خاندان سے ہوگا اور مجھے ان کا نسب معلوم ہے اور تمہاری قوم (یعنی قریش) اپنے نسب میں تمام عرب سے اعلیٰ ہے۔

---

[1] اصابہ ج ۱ ص ۱۰۴ حرف العین عبداللہ بن عثمانؓ

صدیقِ اکبرؓ نے ورقہ بن نوفل سے پوچھا : چچا جان ! نبی کیا بتایا کرتے ہیں ؟

ورقہ بن نوفل نے جواب دیا : جو اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلایا جاتا ہے وہی بتاتے ہیں وہ ظالم نہیں ہوتے ظالموں کا ساتھ نہیں دیتے۔

چنانچہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہوتے ہی ایمان لے آئے۔

اسلام لانے کے بعد آپ کی تبلیغی جدوجہد :

صدیقِ اکبرؓ نے اسلام قبول کرتے ہی لوگوں میں تبلیغی کام کا سلسلہ شروع کر دیا، کاروبار کی وسعت کی وجہ سے لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ رہتا تھا اس لیے آپ کے پاس جو بھی کافر آتا آپ اُس کو اسلام قبول کر لینے کی دعوت دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں بہت سے حضرات حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے چنانچہ حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور معدنِ اسلام [1] کے سب سے تاباں اور درخشاں جواہر ہیں آپ ہی کی جدوجہد سے مشرف بہ اِسلام ہوئے۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص بھی آپ کی مبارک سعی سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سب سے پہلی مسجد اور اُس کے بانی :

دعوتِ اسلام کے اس طریقہ کے علاوہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا مخفی رُوحانی اثر بھی سعید رُوحوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا تھا چنانچہ آپ نے اپنے مکان کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد [2] بنالی تھی اُس میں نہایت خشوع سے عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے آپ نہایت رقیق القلب [3] تھے قرآنِ پاک کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، لوگ آپ کے گریہ وبُکاء کو دیکھ کر جمع ہو جاتے اور اس پُر اثر منظر سے بڑے متاثر ہوتے۔ (بخاری شریف)

---

[1] اسلام کا خزانہ [2] صدیقِ اکبرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں رات کو نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ مقرر کر لی تھی، مسجد سے وہی جگہ مراد ہے غالبًا اِس گھر کی جگہ اب مسجد بنی ہوئی ہے۔ [3] نرم دل

اسلام کے لیے صدیقی کارنامے

فرائضِ نبوت کی ادائیگی میں آپ کا حصہ :

اس عنوان کی تشریح جناب ِرسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں پڑھ لیجئے :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ مَالِہٖ وَصُحْبَتِہٖ اَبُوْبَکْرٍ.[1] ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مال اور رفاقت کے اعتبار سے جس شخص کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے وہ ابوبکر ہیں۔''

سیّد الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا : جس جس کا ہم پر احسان تھا ہم نے ان کی مکافات کر دی مگر ابوبکرؓ کے ہمارے اُوپر وہ احسانات ہیں جن کی خدا ہی قیامت کے روز مکافات کرے گا، کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے۔ (ترمذی شریف)

میں اگر اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل (جگری دوست جس کے سامنے ہر چیز ہیچ ہو) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، میرا خلیل ''اللہ'' ہے اور ابوبکر میرے بھائی اور میرے رفیق ہیں۔ (بخاری، ترمذی، مسلم)

حضور ﷺ پر جاں نثاری :

چونکہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لے آئے تھے، نبوت ملنے کے بعد حضور ﷺ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے، یہ دور آپ کے لیے اور مسلمانوں کے لیے شدید ابتلاء کا اور نہایت صبر آزما تھا، مشرکین نے آپ کو اور مسلمانوں کو ہر قسم کی ایذاء رسانی رات دن کا مشغلہ بنا رکھا تھا۔ اُس زمانہ میں چونکہ اِن واقعات کا روز نامچہ لکھنے کا اہتمام نہ تھا، پھر بھی اہلِ تاریخ نے کچھ واقعات بیان کر دیے ہیں جن کو پڑھ کر ہمارے جیسا آدمی بہت کچھ سبق حاصل کر سکتا ہے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرائضِ نبوت کی ادائیگی میں سب سے زیادہ مددگار صدیقِ اکبرؓ تھے، آپ نے اپنی دولت، اپنی جان رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت میں تج دی تھی، جہاں کوئی مشرک آنحضرت ﷺ پر دست درازی کرتا تو جاں نثار صدیقؓ اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے خود سینہ سپر ہو جاتے آپ کی جاں نثاری کے چند واقعات پیشِ خدمت ہیں :

---

[1] بخاری، مسلم، ترمذی

(۱) ایک دفعہ حضور ﷺ خانہ کعبہ میں تقریر فرما رہے تھے مشرکین اس تقریر سے سخت برہم ہوئے اور آپ پر اس قدر تشدد کیا کہ بے ہوش ہوگئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر کہا ''خدا تمہیں سمجھے ! کیا تم صرف اس لیے قتل کیے ڈالتے ہو کہ یہ ایک خدا کا نام لیتے ہیں''

(۲) ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اسی حالت میں عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر آپ کی گردنِ مبارک میں ڈال کر ایسے اینٹھی کہ آپ کا سانس رُک گیا آنکھیں باہر نکلنے لگیں ایک آدمی نے دوڑ کر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر کی کہ تمہارے ساتھی کو مارے ڈالتے ہیں، صدیقِ اکبرؓ دوڑے ہوئے آئے اور اُس ناہنجار عقبہ کی گردن پکڑ کر ہٹایا اور فرمایا : ''اے کم بختو ! کیا تم اس کو قتل کرتے ہو جو تمہارے پاس خدا کی نشانیاں لے کر آیا ہے اور کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے''

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا آپ حضرات میں سب سے زیادہ بہادر کون تھا ؟ فرمایا ابوبکرؓ ! پھر فرمایا ایک مرتبہ میں نے خود دیکھا کہ اوباش قریش نے حضور ﷺ کو گھیر لیا اُس وقت ہم میں سے کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی ! حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی فوراً حاضر ہوئے اور سب کو مار مار کر الگ کر دیا اور حضور ﷺ کو چھڑا کر لے گئے۔(صحاح)

اسلام کے لیے مالی قربانی :

جس طرح صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد تبلیغ اسلام کے لیے جدوجہد کرتے رہے اور فرائض نبوت کی ادائیگی میں حضور ﷺ کا ساتھ دیتے رہے اسی طرح مالی قربانی میں بھی سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ابتدائے اسلام میں مشرکین کے مسلمانوں پر مظالم سب کو معلوم ہیں ایسے مظلوم مسلمان حضور ﷺ یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پناہ لیتے تھے۔

☆ جس وقت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں اُس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے ! یہ سب حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیے ! !

☆ اسلام لانے والوں میں بہت سے غلام اور باندیاں بھی تھیں جن کے مشرک آقا اسلام لانے کے جرم میں اِن کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنائے رکھتے تھے اور ان کو طرح طرح کی ایذائیں

دیتے تھے ان مظلوموں میں حضرت بلالِ حبشیؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، حضرت نہدیہؓ اور حضرت نذیرہؓ جیسے حضرات مرد و عورت شامل تھے، ایسے مظلوموں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کیا۔ ۱

۹ھ میں افواہ پھیلی کہ قیصرِ روم عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے موسم گرم، کھیتیاں پکی ہوئی، لوگوں کے خالی ہاتھ، راستہ طویل، مسلسل جنگوں کے باعث حالت پہلے ہی سے خراب تھی اب آمد و رفت میں کم از کم تین ماہ کی مدت صرف ہوگی، غرض تنگی اور پریشانی اس قدر افزوں ۲ تھی کہ اس جنگ کا نام ہی غزوۂ عسرت (تنگدستی کی لڑائی) ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے چندہ کی اپیل فرمائی صدیقِ اکبر اُٹھے گھر تشریف لے گئے جو کچھ موجود تھا سب دربارِ رسالت میں لا کر پیش کر دیا حضور ﷺ نے دریافت فرمایا بچوں کے لیے کیا چھوڑا صدیقِ اکبرؓ نے جواب دیا ''اللہ اور اُس کا رسول ﷺ''

(جاری ہے)

بقول علامہ اقبال

عشق قاتل سے بھی ، مقتول سے ہمدردی بھی
یہ بتا کس سے محبت کی جزا مانگے گا ؟
سجدہ خالق کو بھی ، ابلیس سے یارانہ بھی
حشر میں کس سے عقیدت کا صلہ مانگے گا ؟

---

۱ مصنف ''صدیقِ اکبر'' نے ایسے غلام مرد و عورتوں کی تعداد سات لکھی ہے جن کو آپ نے کفار سے خرید کر آزاد کیا۔ (ناشر) ۲ زیادہ

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۱۷ ، قسط : ۲

"خانقاہِ حامدیہ" نزد جامعہ مدنیہ جدید کی جانب سے محدث ، فقیہ ، مؤرخ ، مجاہد فی سبیل اللہ ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے ، اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں ۔ (اِدارہ)

تذکرہ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

آپ کی نظر میں صدیقِ اکبرؓ کا مقام :

اسلام کے لیے صدیقی کارناموں کے زیرِ عنوان جنابِ رسول اللہ ﷺ کی حدیث گزر چکی ہے اس سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

عجیب وغریب لطیفہ :

مندرجہ بالا عنوان کے ضمن میں ایک عجیب وغریب لطیفہ پڑھ کر محفوظ رکھیے :

☆ حضرت حق جل مجدہٗ کا وصف ہے ﴿اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ﴾ "رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا"

☆ رسول اللہ ﷺ کا خطاب ہے ﴿رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ "تمام جہانوں کے لیے رحمت"

☆ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ "ساری اُمت میں سب سے زیادہ میری اُمت پر مہربان اور رحیم ابوبکر ہیں"

الحاصل طبیعت کی یہ موافقت اور پھر وہ خلوص جس کی نظیر سے ساری اُمت بلکہ ساری دنیا خالی ہے، تمام عظیم الشان کارناموں کی واحد دلیل ہے اور ایسے (مخلص) شخص کے کارناموں کا شمار کرانا ناممکن ہے، تاہم چند کارنامے بطورِ نمونہ درج کیے جاتے ہیں تاکہ آپ کے مقام کا اندازہ کیا جا سکے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت عقیلؓ [۱] اور صدیقِ اکبرؓ میں (کسی بات پر) شکر رنجی ہوگئی رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوگئی تو آپ کو بہت تکلیف ہوئی اور آپ نے ایک اضطرابی کیفیت میں فرمایا کہ

''کیا تم میری خاطر میرے دوست ''ابوبکر'' کو معاف نہیں رکھ سکتے، کہاں اُس کی شان اور کیا تمہاری حیثیت، واللہ تمہارے سب دروازوں پر ظلمت و تاریکی رہی صرف ابوبکر ہی ہیں جن کے دروازے پر نور رہا۔ (ابن عساکر)

ایک دفعہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں کچھ کہا سنی ہوگئی تو اس پر ارشاد فرمایا :

''خدا نے مجھے تمہاری جانب مبعوث فرمایا تم نے کہا ''جھوٹ کہتے ہو'' مگر ابوبکرؓ نے کہا ''سچ کہتے ہو'' اور جان و مال سے میری ہمدردی کی، کیا تم میری خاطر میرے دوست کو معاف رکھو گے۔''

---

[۱] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے وہ حضرت علیؓ سے تقریباً دس سال بڑے تھے، حضرت جعفرؓ سے تقریباً دس سال بڑے حضرت عقیلؓ تھے یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے یہ حضرت ابوسفیان کے بہنوئی تھے انہوں نے ہجرت کے بعد جنابِ رسول اللہ ﷺ کے مکان وغیرہ سب سامان پر قبضہ کر لیا تھا جو فتح مکہ کے بعد بھی آنحضرت ﷺ نے اُن سے واپس نہیں لیا، یہ حضرت معاویہؓ کے پھوپھا تھے اسی رشتہ سے وہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں حضرت علیؓ سے مل کر شام حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انہیں زیادہ رقم کی ضرورت پڑ گئی، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''بیت المال سے میرا وظیفہ آئے گا تو اُس میں سے دوں گا، بیت المال میں سے نہیں دے سکتا'' انہوں نے کہا وہ مجھے کافی نہیں ہوگا میں معاویہؓ کے پاس جاتا ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا ''جیسے دل چاہے کرلیں'' تو وہ شام چلے گئے۔

مختصر یہ ہے مسلمان ہونے کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ ایک وزیر کی حیثیت سے رہے تحریکِ اسلام میں آپ مشیرِ خاص تھے بلکہ ابتداء میں صرف آپ ہی مشیر ہوتے تھے کیونکہ آپ کے سوا حضرت خدیجہؓ اور اُمِ ایمنؓ عورتیں تھیں، حضرت زید بن حارثہؓ غلام، ظاہر ہے کہ عورتوں یا غلاموں میں وہ استحکام، سنجیدگی، تجربہ اور حزم (احتیاط) نہیں ہوسکتا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے فرائض کی ادائیگی اور مہماتِ تبلیغ میں بہتر مشورہ دیں اور حضرت علیؓ بچے تھے۔اسی لیے حضرت سعید بن مسیّبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ کی حیثیت وزیر جیسی تھی، رسول اللہ ﷺ تمام اُمور میں آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے، یہی واقعات تھے جن کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے مرضِ وفات میں ارشاد فرمایا تھا ''ہمارے اُوپر جس جس کے احسانات تھے سب کے احسانات کی مکافات کردی مگر ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ رہ گیا ان کی مکافات قیامت کے دن خداوندِ بالا و برتر کرے گا۔''

اولاد کی نذر :

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد خانگی اور صنفِ نازک (مستورات) سے متعلق تعلیمات حاصل کرنے اور ان کی نشر و اشاعت کے لیے ایسی خاتون کی ضرورت تھی جو فہم و بصیرت، ذکاوت، ایثار، خلوص، صداقت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہوں قدرت نے اس اہم اور عظیم الشان خدمت کے لیے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ازل سے منتخب فرمایا تھا اور بظاہر یہی سبب تھا کہ آپ کے نکاح سے پیشتر ملاءِ اعلیٰ اور عالمِ ملائکہ کی جانب سے حریر اور ریشم کے کپڑوں میں ملبوس کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شبیہ رسول اللہ ﷺ کو دکھلائی گئی تھی ۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

''خدا ابوبکر پر رحم فرمائے میرے سے اپنی لڑکی کا نکاح کیا اور مجھے دارِ ہجرت ''مدینہ'' تک سوار کر کے لایا۔'' [2]

---

[1] صحاح [2] اگرچہ اپنی سواری کی قیمت رسول اللہ ﷺ نے ہی دی تھی۔

اس نکاح کے متعلق علماءِ محققین کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ شریعتِ مطہرہ کا آدھا علم دنیا تک پہنچا ہے۔

واقعۂ معراج کی تصدیق :

رجب کے مہینہ کی ایک شب کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مکہ معظّمہ کی مسجدِ حرام سے بیت المقدس، پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں، جنت و دوزخ، عالمِ برزخ اور ملاءِ اعلیٰ کی تمام چیزوں کا مشاہدہ کرایا، عرشِ اعظم پر بُلا کر شرفِ ہم کلامی بخشا، اسی سفر میں پانچ نمازوں کا تحفہ ملا اسی سفر کو ''معراج'' کہا جاتا ہے اس عظیم الشان اور حیرت انگیز واقعہ کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے پندرہویں اور ستائیسویں پارہ میں ذکر فرمایا ہے۔ آج سائنس اور ترقی کے پجاری ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ ایک جگہ کی آواز اور تصاویر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ یہ فلاں ملک کی خبریں ہیں فلاں ملک کی تصاویر ہیں لیکن یہی لوگ حضور ﷺ کے اتنے عظیم الشان معجزہ کا انکار کر دیتے ہیں ! ! !

یہی واقعہ حضور ﷺ نے جب کفارِ مکہ اور ابوجہل کو سنایا تو اُن لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور آپ کو جھٹلایا، ابوجہل نے صدیقِ اکبرؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تم سے یہ کہے کہ میں رات کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ گیا تو ایسے شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟ یعنی ایسے شخص کو تم جھوٹا کہو گے یا سچا ؟ آپ نے جواب دیا، میرا خیال ہے تم سے یہ واقعہ حضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے، تو یہ تو ایک واقعہ ہے جس کے متعلق تو مجھ سے معلوم کر رہا ہے میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب واقعہ پر یقین رکھتا ہوں جو حضور ﷺ کے ساتھ رات دن پیش آتا رہتا ہے ! ! وہ واقعہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپ پر وحی لے کر نازل ہوتے رہنا ! ! ! علماء کا قول ہے کہ اس عظیم الشان معجزۂ (معراج) کی تصدیق پر دربارِ نبوت سے ''صدیق'' کا خطاب ملا۔

صدیقِ اکبرؓ کا سفرِ ہجرت اور راستہ سے واپسی :

مشرکینِ مکہ کی صبح شام بلکہ ہر وقت کی ایذاء رسانی سے جب حضور سرورِ عالم ﷺ ہی محفوظ

نہ تھے تو مسلمانوں کی تو اُن کی نگاہ میں کوئی وقعت اور قدر و قیمت ہی نہ تھی، ان کا تو ناطقہ بند رکھا تھا، معیشت کے اسباب و ذرائع بند کردیے تھے، ان کا جینا دوبھر ہوگیا تھا، حضور ﷺ سے جب مسلمانوں کی مظلومیت دیکھی نہ جاسکی تو آپ نے فرمایا جس کا جی چاہے ہجرت کر کے حبشہ جا سکتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بہادری اور حبِ رسول ﷺ کی وجہ سے اگرچہ کفار کے مظالم برداشت کرتے رہتے تھے لیکن ان کے ظلم و ستم سے محفوظ آپ بھی نہ تھے، آخر مجبور ہو کر ایک دن آپ بھی اپنے وطنِ عزیز مکہ معظّمہ سے ہجرت کی نیت سے روانہ ہوگئے، راستہ میں مقام ''بَرك الغِماد'' پر پہنچے تو ابن الدغنہ نامی ''قارہ'' کے رئیس سے ملاقات ہوگئی جو مکہ معظّمہ آرہا تھا، یہاں دونوں میں یوں گفتگو ہوئی :

ابن الدغنہ : جناب ابوبکر ! کہاں کا قصد ہے ؟

سیّدنا ابوبکر : قوم کے نادانوں سے تنگ آکر جلاوطن ہو رہا ہوں، جہاں موقع ملے گا جاؤں گا اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہوں گا۔

ابن الدغنہ : آپ جیسا شخص جلاوطن نہیں کیا جا سکتا، آپ مفلس و بے نوا لوگوں کی دستگیری کرتے ہیں، قرابت داروں کا خیال رکھتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی حمایت اور اِمداد کرتے ہیں، آپ میرے ساتھ واپس چلیئے اور اپنے وطن ہی میں خدا کی عبادت کیجئے، میں آپ کو پناہ دیتا ہوں [1] اور آپ کو راستہ سے اپنے ساتھ مکہ واپس لے آیا اور اہلِ مکہ کو ملامت کرتے ہوئے اعلان کردیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اب میری پناہ میں ہیں جو شخص اِن کو ستائے گا اُس کو (مجھ سے) جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

کفار نے بادلِ ناخواستہ ابن الدغنہ کے امن کو تسلیم کرلیا مگر ابن الدغنہ سے یہ کہا

''آپ ابوبکر کو یہ سمجھادیں کہ اپنے گھر کے اندر نماز اور قرآن پڑھا کریں، باہر یہ دھندا نہ پھیلائیں''

---

[1] ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے وہی الفاظ کہے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے غارِ حراء سے نبوت ملنے کے بعد واپسی پر کہے تھے۔

قریش نے یہ پیش بندی اس لیے کی کہ یہ لوگ پہلے دیکھ چکے تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے تو لوگوں پر اِس کا کیا اثر ہوتا تھا ان لوگوں کو یقین تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر وہی طریقہ اختیار کریں گے اور اس کا اثر ہماری عورتوں اور بچوں پر پڑے گا، آخر وہی ہوا جس کا خطرہ کفار کو تھا۔

صدیق اکبرؓ ابن الدغنہ کی پناہ میں آکر پابند رہے لیکن جب (گرمیوں کے آغاز میں) مارچ جیسا موسم آیا تو انہوں نے اپنے مکان کے گھیر میں (نماز کی جگہ) بنالی اور نماز شروع کردی آپ اپنے گھر کے احاطہ میں نماز پڑھتے قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے جس کو سن کر آس پاس کے بچے اور عورتیں جمع ہوجاتیں اور بڑے ذوق وشوق سے قرآنِ کریم سن کر اسلام اور قرآن کی بے ساختہ تعریفیں کرتیں، کافروں کو اِس سے یہ فکر ہوگیا ایسا نہ ہو ہماری عورتیں قابو سے باہر ہوجائیں اس لیے ان لوگوں نے ابن الدغنہ سے شکایت کی اور اس کو خوب بھڑکایا تاکہ پناہ کا وعدہ واپس لے لے، کفار کے احتجاج سے متاثر ہوکر ابن الدغنہ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں عبادت کیا کریں، آپ نے اس کو صاف جواب دے دیا اور فرمایا مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا، تم چاہو تو اپنی پناہ کا وعدہ واپس لے لو، مجھے اپنی پناہ کے لیے میرا خدا کافی ہے۔ (بخاری شریف)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امن کی واپسی کو غنیمت سمجھا اور اب کھلے بندوں اندرونِ مکان اور بیرونِ مکان تبلیغ شروع کردی، اس کا نتیجہ یہ ہوا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عارضی سکون ختم ہوگیا، کفار آپ کو ایذاء رسانی کی نئی نئی صورتیں سوچنے لگے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تختۂ مشق بنانا شروع کردیا مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اِس پر خوش تھے کیونکہ ان کی صدیقیت کا یہی تقاضا تھا۔

ہجرتِ مدینہ میں رفاقتِ رسول :

تیرہ سال ہوگئے مکہ کی مقدس وادیاں صدائے حق سے گونج رہی ہیں عرشِ معلّٰی سے نازل شدہ وحی صبح و شام سنائی جارہی ہے، سعید رُوحیں آیاتِ بینات کو سن کر اور دیکھ کر لبیک کہہ رہی ہیں مگر افسوس، غالب اکثریت کے دل پتھر ہوگئے ہیں، پتھر بھی پھٹ جاتا ہے اُس میں سے چشمے

پھوٹ نکلتے ہیں مگر اِن لوگوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں ۔

سلع کی پہاڑیاں مدینہ طیبہ کی وادیاں تاریک ہیں مگر نور کے لیے بے چین ہیں، خدا کا وہ کلام جو وادیٔ فاران ۱؎ میں پڑھا جا رہا تھا اُس کی گونج مدینہ میں پہنچتی ہے، وہ آفتاب جو مشرق سے طلوع ہوا تھا اُس کی کرنیں مدینہ طیبہ کے تاریک میدانوں پر پڑتی ہیں تو یکا یک روشن ہونے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ مدینہ اہلِ ایمان کی پناہ گاہ بن جاتا ہے چنانچہ اہلِ ایمان کو حضور ﷺ کی طرف سے بحکمِ خداوندی حکم ہوتا ہے کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں، رسول اللہ ﷺ اپنے متعلق خواب میں اپنا دارُ الهجرت دیکھ چکے ہیں کہ اُس جگہ کھجور کے درخت بہت ہیں ! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کی اجازت طلب کرتے ہیں مگر دربارِ رسالت سے جواب ملتا ہے ابھی جلدی نہ کرو ممکن ہے مجھے بھی ہجرت کا حکم ہوجائے، آخر ایک دن خدا نے کیا آپ کو ہجرت کا حکم مل گیا ! ! اس سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کے لیے سامانِ سفر تیار کرنا شروع کر دیا تھا اور اسی نیت سے دو سانڈنیاں خرید کر چھوڑ دی تھیں تاکہ کھا پی کر فربہ ہوجائیں، حضور ﷺ ہجرت کا حکم ملتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنانے کے لیے عین دوپہر میں سر پر چادر ڈالے اُن کے گھر پہنچے اور ہجرت کی خوشخبری سنائی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زبانِ رسالت مآب ﷺ سے ہجرت کا مژدہ سن کر خوشی میں بے خود ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اِس سفر میں خادم کو بھی شرفِ ہمرکابی کی سعادت نصیب ہوئی ؟ حضور ﷺ نے فرمایا میرا غیر وقت آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ تمہیں تیار ہوجانے کی اطلاع کر دُوں ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو کئی ماہ سے اس انتظار میں تھے، سانڈنیاں خرید رکھی تھیں فوراً رختِ سفر تیار ہونے لگا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو توشہ باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی تو فوراً اپنی کمر کا پٹکا بیچ میں سے پھاڑ کر آدھے حصہ میں توشہ دان باندھ دیا، اس تاریخی ایثار سے حضرت اسماء کو ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ ۲؎ کا تاریخی خطاب مل گیا۔

۱؎ مکہ کا ایک نام یہ بھی ہے۔ ۲؎ بخاری شریف کتاب مناقب الانصار رقم الحدیث ۳۹۰۵

حضور ﷺ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک اُونٹنی کی قیمت پہلے ہی ادا فرما چکے تھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی رضا اور خوشنودی کو مقدم رکھ کر قیمت یہ کہہ کر لے لی تھی کہ صدیق اس کا مال دولت سب آپ ہی کا ہے پھر بھی حضور کا حکم سر آنکھوں پر ! ! حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں بیتِ صدیقؓ کی کھڑکی سے نکل کر غارِ ثور پہنچے۔

دونوں غارِ ثور میں اور سانپ کا ڈنک :

مکہ معظّمہ سے اگر سیدھے مدینہ طیبہ پہنچتے تو ممکن تھا کہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کے ذریعہ راستہ میں پکڑ لیے جاتے لہٰذا طے شدہ تجویز یہ تھی کہ ابتداءً مکہ سے نکل کر کسی خفیہ جگہ قیام کیا جائے اس کے لیے ''غارِ ثور'' منتخب کیا گیا، غار پر پہنچ کر پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اِس کو صاف کیا سوراخوں کو کپڑا پھاڑ پھاڑ کر بند کیا، یہ سوراخ موذی جانوروں کے مسکن بنے ہوئے تھے، تمام سوراخ بند کر دینے کے باوجود کپڑا ختم ہو جانے کی وجہ سے ایک سوراخ باقی رہ گیا حضرت صدیقؓ نے سوچا پہلے حضور کو بُلا لوں اس کے بعد آپ کو بلا کر آرام کے لیے لٹا کر ایڑی سے بند کر لوں گا، اندر بلا کر حضور سے درخواست کی یا رسول اللہ تھوڑا آرام فرمالیں آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو جاتے ہیں، بل کے اندر سے ایک سانپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ڈس لیتا ہے اُس کا زہر بدن میں سرایت کرنے لگتا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی موت کا یقین ہو جاتا ہے مگر اِس کا کوئی غم نہیں اِس سے زیادہ خوش نصیبی کیا ہوگی کہ آقائے دو جہاں کے قدموں میں جان دے دُوں البتہ اِس کا غم ہے کہ آقائے دو جہاں تنہا رہ جائیں گے اس تصور سے دل میں گھبراہٹ ہوتی ہے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں جو چہرۂ انور پر گرتے ہیں مسیحاءِ نوعِ آدم کی آنکھ کھل جاتی ہے، آپ چونک اُٹھتے ہیں اور دریافت فرماتے ہیں ابوبکر کیا بات ہے ؟ جواب دیتے ہیں پاؤں میں کسی چیز نے کاٹ لیا ہے اُس کی تکلیف ہے۔ آنحضرت ﷺ زخم پر لعاب مبارک لگا دیتے ہیں جس سے تمام تکالیف اور زہر کا اثر کافور ہو جاتا ہے۔

رفاقت کی سند عرشِ معلّٰی سے :

حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے کر ایسے روانہ ہوئے کہ دشمنوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی ! صبح کو معلوم ہوا تو صفِ ماتم بچھ گئی تمام کفار میں کھلبلی مچ گئی اپنی جگہ ہر کافر شرمندہ کہ یہ کیا ہوا کیسے ہوا ؟ اتنے زبردست پہرہ میں کیسے اور کہاں چلے گئے ؟ ؟ کفار کی ٹولیوں کی ٹولیاں تلاش کے لیے پھیل گئیں اور گرفتار کر کے لانے والوں کے لیے بڑے انعام کا اعلان کر دیا، ایک ٹولی غارِ ثور پر بھی پہنچ گئی، یہ لوگ پہاڑ پر چڑھ کر اِدھر اُدھر تلاش کر رہے تھے، اُن کے پاؤں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ غار میں سے دیکھ کر گھبرا رہے تھے کہ دشمن تو یہاں پہنچ گئے، خدا نہ کرے یہ لوگ حضور کو دیکھ لیں تو کیا ہوگا ؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا فکر تو بالکل نہ تھا مگر حضور ﷺ کے فکر میں ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا، گھبراہٹ کے عالم میں عرض کیا یا رسول اللہ اب ہم گرفتار کر لیے جائیں گے۔

اسی واقعہ کے متعلق قرآنِ کریم کی یہ آیت نازل ہوئی :

﴿ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ﴾ [۱]

''دو میں کے ایک جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جبکہ رسول اللہ اپنے صحابی سے کہہ رہے تھے غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

اس آیتِ کریمہ سے تین باتیں ثابت ہوئیں :

(۱) اس آزمائش و اِبتلاء کے آخری وقت میں صرف دو تھے ایک رسول اللہ ﷺ دوسرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

(۲) صاحب (صحابی) کا خطاب (سند) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے۔

(۳) خداوندِ عالم کی معیت۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ نیکی اتنی بڑی اور اہم تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بلند پایہ صحابی کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ اپنی ایک رات اور ایک دن کی عبادت مجھے دے دیں اور بدلہ

---

[۱] سُورۃ التوبۃ : ۴۰

میں میری تمام عبادتیں لے لیں چنانچہ جب حضور ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ درپیش تھا تو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کون ہے جس کے یہ تین فضائل قرآنِ پاک نے بیان فرمائے ہوں۔

غارِ ثور سے روانگی :

تین روز غار میں گزار کر چوتھے روز یہ قافلہ مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہوا، حضرت صدیق اکبرؓ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو خدمت کے لیے اور ایک شخص عبداللہ بن اریقط کو راستہ بتانے کے لیے اپنے ہمراہ لے لیتے ہیں اور یہ قافلہ چار روز میں منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے اور مدینہ پاک کی قریبی آبادی (قباء) میں قیام پذیر ہوتا ہے۔

صدیقِ اکبرؓ کا ادب :

خاتم الانبیاء کے مزاج شناس رفیق ''صدیقِ اکبرؓ'' ہر موقع پر مزاج گرامی کے موافق آسائش وسہولت پیدا کر کے بے شمار سعادتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں جب مدینہ پہنچتے ہیں تو زائرین کے ہجوم سے محفوظ رکھنے کے لیے خود آگے کھڑے ہو جاتے ہیں، لوگ رسول اللہ ﷺ کو صورت سے پہچانتے نہ تھے اس لیے لوگوں نے اس دھوکہ میں کہ صدیق اکبرؓ کے بال سفید تھے ان سے مصافحہ شروع کر دیا تو صدیقِ اکبرؓ اپنے آقا پر سایہ کے لیے چادر تان کر کھڑے ہو گئے اُس وقت ملاقات کے لیے آنے والے بغیر دریافت کیے سمجھنے لگے کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون ؟ قباء میں آپ نے چودہ روز قیام فرمایا پھر مدینہ تشریف لے گئے۔

مسجدِ نبوی کی تعمیر اور صدیقِ اکبرؓ کی جانی و مالی اِمداد :

مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمانوں کا منتشر شیرازہ مجتمع ہو رہا ہے، ضرورت پڑتی ہے کہ کوئی ایسی جگہ ہو جہاں مسلمان اجتماعی اُمور کے لیے جمع ہو کر بیٹھ سکیں، وعظ ونصیحت، قومی اجتماعات، نکاح وغیرہ کے لیے معاشی مجالس، وفود کی آمد پر تقریر و وعظ، مقدمات کے تصفیے اور پنج وقتہ نمازوں کے لیے جماعتیں ہو سکیں

اس ضرورت کے لیے ایک قطعۂ زمین منتخب کیا گیا جو چند یتیم بچوں کی ملکیت تھا وہ بچے اس قطعہ کو بخوشی مفت پیش کر کے سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر حضور ﷺ اس کی قیمت طے فرما کر صدیق اکبرؓ سے فرماتے ہیں اس کی قیمت ادا کر دو، حکمِ نبوی ملتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ اِس کی قیمت ادا کر دیتے ہیں ! یہ ہے اسلام کی اجتماعی ضرورتوں کے لیے سب سے پہلا خرچ جس کی سعادت صدیق اکبرؓ کی جیبِ خاص کو حاصل ہوئی [1] تعمیر شروع ہوئی، مزدور اور معمار خود بھی داعیانِ اسلام اور اساطینِ اُمت تھے، سب سے پہلا پتھر (سنگِ بنیاد) سرورِ کائنات ﷺ نے رکھا، اس کے بعد جس کو دوسرا پتھر رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ یہی صدیق اکبر تھے ! پھر فاروقِ اعظم ! اور ان کے بعد حضرت عثمانِ غنی ! پھر دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بنتِ صدیقؓ کا حضور ﷺ سے سوال :

بنتِ صدیق صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اگرچہ صغیر السن (کم عمر) تھیں مگر آپ کی خداداد فراست آپ کے شاندار مستقبل کی آئینہ دار تھی ! جس مرکزی مسجد کی اِس وقت بنیاد رکھی جا رہی تھی آپ نے تعجب سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دیکھئے ! یہ حضرات آپ کے اتباع پر کیسے حریص ہیں سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا : یَا عَائِشَةُ هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِيْ . [2]

''اے عائشہؓ ! یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔''

بہرحال یہی تقاضا تھا اس عظمت و فضیلت کا جو اِن بزرگوں کو ملتِ اسلام میں حاصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد اِن کے خلیفہ ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ (جاری ہے)

---

[1] فتح الباری ج۷ [2] حاکم بحوالہ قرۃ العینین وتاریخ الخلفاء